تعویذ کی حقیقت اور اُس کا شرعی حکم

مفتی شفیق الدین الصلاح
تیمرگرہ، لوئر دیر

بعض مرتبہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ تعویذ کا کیا حکم ہے؟ اور دم وتعویذ میں کیا فرق ہے؟ سو یاد رکھئے کہ ان میں وہی فرق ہے جو کلامِ الٰہی اور کتاب اللہ میں ہے۔ کتاب اللہ کو لکھا جاتا ہے اور کلام اللہ کو پڑھا جاتا ہے۔ جس طرح ہم کلام اللہ کی عزت کرتے ہیں، ناپاک ہونے کی حالت میں اُسے اپنی زبان پر نہیں لاتے، قرآن کریم کتاب کی صورت میں ہے تو اُسے چھو بھی نہیں سکتے۔ اگر یہ لکھا ہوا قرآن واجب الاحترام نہ ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ جب دشمن کے علاقے میں جاؤ تو لکھا ہوا قرآن (مصحف) وہاں نہ لے جاؤ، کہیں دشمن کے ہاتھ لگے اور وہ اس کی بے احترامی کریں۔

علاج بالقرآن دم سے ہوسکتا ہے تو لکھے ہوئے پاک اور طیب کلمات سے کیوں نہیں ہوسکتا؟! وہاں بھی اس میں تاثیر اذنِ الٰہی سے آتی ہے، اور تعویذ میں بھی حروف وکلمات مؤثر بالذات نہیں، اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے، جب وہ چاہے۔ رہا پاک کلمات کو حروف میں لکھنا تو اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ ان کلمات اور آیات پر دلالتِ لفظی ہو تو یہ وہ صورت ہے جو ہمیں عیاناً (کھلی ہوئی) نظر آتی ہے اور دلالتِ وضعی ہو تو یہ ان کلمات کے حروفِ ابجد ہیں اور ان میں بھی اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتا ہے، یہ حروف بالذات کوئی اثر نہیں رکھتے۔

تعویذ میں روحانی اثرات

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص اپنی نیند میں گھبرا جائے اُسے چاہیے کہ وہ یہ کلمات پڑھے: ’’اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ.‘‘ تو وہ خواب اُسے ہرگز نقصان نہ دے گا، آپ رضی اللہ عنہ کے پوتے کہتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں جو بالغ ہوجاتا تو آپ اُسے یہ کلمات سکھا دیتے،

اور جو نابالغ ہوتا تو آپ اس کے گلے میں یہ دعا لٹکا دیتے تھے:

''و كان عبد الله بن عمروؓ يعلمها من بلغ من ولده و من لم يبلغ منهم كتبها في صك ، ثم علقها في عنقه .'' (رواہ ابوداؤد والترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ، ص: ۲۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ کلام پاک کا پڑھنا اور کلماتِ مبارکہ تعویذ لکھ کر بنانا اور اُسے بدن سے باندھنا دونوں عمل جائز ہیں۔ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابیؓ کبھی بھی اپنے بچوں کے گلے میں تعویذ نہ ڈالتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ تعویذات کے اثر کے قائل تھے، جبھی تو آپ نے تعویذ لکھا اور اسے اپنے بچوں کے گلے میں ڈالا۔ یہ کلمات کوئی روحانی تاثیر نہ دیتے تو آپ ہی بتلائیں کیا صحابیِ رسول ایسا عمل کرتے؟

تاثیر میں اذنِ الٰہی کو شرط جاننا ضروری ہے

ا: دسویں صدی کے مجدد حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی: ۱۰۱۴ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں کہ:

''و هٰذا أصل في تعليق التعو يذات التي فيها أسماء الله تعالٰى.'' (مرقات، ج:۵، ص:۲۳۶)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تعویذات جو اسمائے الٰہیہ اور کلماتِ مبارکہ پر مشتمل ہوں، اپنے اندر ایک روحانی اثر رکھتے ہیں اور اس سے مریضوں کا علاج کرنا علاج بالقرآن ہی ہے۔ ہاں! وہ تعویذات جو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوں' ان کی قطعاً اجازت نہیں۔ جن روایات میں تمائم اور رُقی کو شرک کہا گیا ہے، اس سے مراد اسی قسم کے دم اور تعویذ ہیں، جن میں شرکیہ الفاظ و اعمال کا دخل پایا جائے۔ ''التمائم'' میں ''الف لام'' اسی کے لیے ہے، اور جو دم اور تعویذ اس سے خالی ہوں، ان کا استعمال جائز ہے اور اس کے روحانی اثرات ثابت ہیں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم دورِ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''أعرضوا عَلَيَّ رقاكم ، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك.'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، ص:۳۸۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دم اور تعویذ میں اصل وجہِ منع کفر وشرک ہے، جب یہ نہ ہو تو وہ دم اور تعویذ جائز ہے، چنانچہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ''مجموعة الفتاوىٰ'' میں تعویذ کے جواز پر ایک مستقل فصل ''فصل : في جواز أن يكتب لمصاب و غيره ... الخ'' باندھ کر اس کے تحت لکھتے ہیں:

''و يجوز أن يكتب للمصاب و غيره من المرضٰى شيئًا من كتاب الله و ذكره بالمداد المباح ، و يغسل و يسقٰى ، كما نص علٰى ذلك أحمد و غيره.''

(مجموعۃ الفتاویٰ، ج:۱۹، ص:۳۶، ط: مکتبۃ العبیکان)

کسی مریض کے لیے کتاب اللہ میں کچھ لکھ کر دینا یا اس کو دھو کر پانی میں گھول کر پلانا، یہ

دونوں جائز ہیں۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ ''کفایت المفتی'' میں رقم طراز ہیں کہ:

''قرآن شریف کی آیت تعویذ میں لکھنا جائز ہے۔''

(کفایت المفتی، الحظر والاباحۃ، الفصل الثانی فیما یتعلق بالعوذۃ، ج:۱۲، ص:۸۲، ط: فاروقیہ)

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اپنی کتاب ''تکملة فتح الملهم'' میں لکھتے ہیں کہ:

'' ...... فتبين بهٰذا أن التمائم المحرمة لا علاقة لها بالتعاويذ المكتوبة المشتملة علىٰ أيات من القرآن أو شيء من الذكر ؛ فإنها مباحة عند جماهير فقهاء الأمة ، بل استحبها بعض العلماء إذا كانت بأذكار مأثورة ، كما نقل عنهم الشوكاني في النيل ، والله أعلم.''

(تکملہ فتح الملہم، کتاب الطب، باب رقیۃ المریض، کتابۃ التعویذات، ج:۴، ص:۳۱۸، ط: دارالعلوم، کراچی)

وہ تعویذات جن میں اللہ کے کلام اور مسنون دعاؤں کا ذکر ہو تو وہ قطعاً حرام نہیں، ان کا حرمت سے کوئی تعلق نہیں، ایسے تعویذات تو عام جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں، بلکہ بعض علماء نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، علامہ شوکانیؒ نے ان سے یہ ''نيل الأوطار'' میں نقل بھی کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ''فتح الباري'' میں لکھتے ہیں کہ:

''أجمع العلماء علىٰ جواز الرقىٰ عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله أو بأسمائه و صفاته و باللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره و أن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالىٰ .''(فتح الباری، ج:۱۰، ص:۱۹۵، ط: دارالفکر بیروت)

''علماء نے دم اور تعویذ کے جواز پر اجماع کیا ہے، جب ان میں درج ذیل شرائط پائی جائیں:

❶:- وہ اللہ کے کلام، اسماء یا اس کی صفات پر مشتمل ہوں۔

❷:- وہ عربی زبان یا پھر ایسی زبان میں ہوں جس کا معنی سمجھ میں آتا ہو۔

❸:- یہ یقین رکھنا کہ اس میں بذاتِ خود کوئی اثر نہیں، بلکہ مؤثر حقیقی اللہ جل شانہ کی ذات ہے۔

علامہ شامیؒ بھی اپنی کتاب ''رد المحتار'' میں تعویذ کا جواز نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'' و إنما تكره العوذة اذا كانت بغير لسان العرب و لا يدرى ما هو ، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك و أما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات، فلا بأس به.'' (ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۶۳)

''فتاویٰ ہندیہ'' میں ہے کہ:

'' و اختلف في الاسترقاء بالقرآن نحو : ....أن يكتب في ورق و يعلق أو يكتب في طست ،فيغسل و يسقىٰ المريض ،فأباحه عطاء و مجاهد و

أبو قلابة و كرهه النخعي و البصري ،كذا في '' خزانة الفتاویٰ'' قد ثبت ذلك في المشاهير من غير إنكار ....و لابأس بتعليق التعو يذ ..الخ.'' (الفتاوی الہندیۃ، الباب الثامن عشر في التداوي، ج:۵،ص:۳۵۶، ط: دار الفکر)

'' قرآنی آیات کے ذریعہ دم میں علماء نے اختلاف کیا ہے، مثلاً:......کسی کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر مریض کے جسم پر باندھ لیا جائے، یا کسی برتن میں آیات لکھ کر دھو یا جائے اور مریض کو پلا یا جائے، تو عطاءؒ، مجاہدؒ اور ابو قلابہؒ اس کو جائز سمجھتے ہیں اور امام نخعیؒ اور بصریؒ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں، لیکن مشہور کتابوں میں اس کے جواز پر کوئی نکیر وارد نہیں ہوئی ہے......آگے لکھتے ہیں کہ تعویذ کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔''

ابن القیم الجوزیؒ اپنی کتاب '' زاد المعاد'' میں لکھتے ہیں:

'' قال المروزي : و قرأ علیٰ أبي عبد الله وأنا أسمع أبو المنذر عمرو بن مجمع ، حدثنا يونس بن حبان ، قال : سألت أبا جعفر محمد بن علي أن أعلق التعو يذ ، فقال : إن كان من كتاب الله أو من كلام عن نبي الله فعلقه و استشف به ما استطعت.'' (زاد المعاد في ہدی خیر العباد، کتاب عسر الولادۃ، ج:۴،ص:۳۳۷، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ کذا فی الطب النبوی لابن القیم الجوزیۃ، حرف الکاف، ج:۱،ص:۳۰۷، ط: دار الہلال، بیروت)

'' راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے تعویذ باندھنے کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کہ اگر وہ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر مشتمل ہو تو اس کو باندھ لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔''

تفسیر '' روح البیان'' میں ہے کہ:

'' وأما تعليق التعو يذ و هو الدعاء المجرب أو الآية المجربة أو بعض أسماء الله تعالیٰ لدفع البلاء ، فلا بأس به و لكن ينزعه عند الخلاء و الجماع .''

(روح البیان، سورۃ یوسف، آیۃ:۶۸، ج:۴،ص:۲۹۵، ط: دار الفکر، بیروت)

'' تعویذ اگر مجرب دعا، مجرب آیت یا اللہ کے اسماء پر مشتمل ہو، اور کسی مصیبت یا بیماری کے دفعیہ کے غرض سے لٹکایا ہو تو یہ جائز ہے، لیکن جماع اور بیت الخلاء جانے کے وقت نکالے گا۔''

'' تفسیر قرطبی'' میں ہے کہ:

'' و سئل ابن المسيب عن التعو يذ أيعلق ؟ قال : إذا كان في قصبة أو رقعة يحرز، فلابأس به . و هٰذا علیٰ أن المكتوب قرآن . وعن الضحاك أنه لم يكن يرى بأسا أن يعلق الرجل الشيء من كتاب الله إذا و ضعه عند الجماع و عند

الغائط ، و رخص أبو جعفر محمد بن علي في التعو يذ يعلق على الصبيان ، وكان ابن سيرين لا يرى بأسا بالشيء من القرآن يعلقه الإنسان.''

(تفسیر قرطبی، سورۃ الاسراء: ۸۲، ج: ۱۰، ص: ۳۲۰، ط: دارالمعرفۃ)

سعید ابن المسیبؒ، ضحاک اور ابن سیرین جیسے اکابر علماء اس کے جواز کے قائل تھے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ:

''.......... قرآنی آیات کا تعویذ جائز ہے، جبکہ غلط مقاصد کے لیے نہ کیا گیا ہو، حدیث میں جن ٹونوں، ٹوٹکوں کو شرک فرمایا گیا ہے، ان سے زمانۂ جاہلیت میں رائج شدہ ٹونے اور ٹوٹکے مراد ہیں، جن میں مشرکانہ الفاظ پائے جاتے تھے، اور جنات وغیرہ سے استعانت حاصل کی جاتی تھی، قرآنی آیات پڑھ کر دم کرنا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے اور بزرگانِ دین کے معمولات میں شامل ہے۔''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، تعویذ گنڈے اور جادو، ج: ۲، ص: ۴۹۹، ط: مکتبہ لدھیانوی)

علامہ شوکانیؒ ابن ارسلانؒ سے نقل کرتے ہیں کہ:

'' قال ابن أرسلان ،فالظاهر أن هٰذا جائز لا أعرف الاٰن ما يمنعه في الشرع.'' (فتاویٰ اہل حدیث، ج: ۱، ص: ۱۹۳)

''ابن ارسلان کہتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہیں، شریعت میں اس کے منع کی کوئی دلیل میں نہیں جانتا۔''

شفاء بنت عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے، آپ نے مجھے کہا:

''ألا تعلمين هٰذه رقية النملة كما علمتها الكتابة.'' (مسند احمد ج: ۱۷، ص: ۱۷۹، مبوب)

''اے شفاء! کیا تو انھیں (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو) نملہ کا دم نہیں سکھا دیتی، جیسا کہ تو نے انھیں لکھنا سکھا دیا ہے؟۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دم اور تعویذ جس میں کفر وشرک اور غیر معروف الفاظ نہ ہوں اور الفاظ میں ذاتی تاثیر نہ سمجھی جائے، اس کے منع پر کوئی دلیل وارد نہیں۔ شیخ احمد عبد الرحمٰن البناؒ لکھتے ہیں کہ یہ ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ سنت ہے:

'' فلا نهيَ فيه ، بل هو السنة .'' (ایضاً ص: ۱۷۷)

نواب صدیق حسن خانؒ نے '' الدين الخالص '' میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے، اور انہوں

نے بھی دم اور تعویذ کو جائز قرار دیا ہے، البتہ ان سے پرہیز کرنے کو افضل کہتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو ابرار میں لانا ہے جو اسباب اختیار نہیں کرتے۔ حافظ عبد اللہ روپڑی صاحبؒ نواب صاحبؒ کی یہ عبارت پیش کر کے لکھتے ہیں:

''اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صرف شرک والی صورتیں منع ہیں، باقی جائز ہیں۔ ہاں! پرہیز بہتر ہے۔'' (فتاویٰ اہل حدیث، ج:۱،ص:۱۹۳)

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''راجح یہ ہے کہ آیات یا کلماتِ صحیحہ دعائیہ جو ثابت ہوں، ان کا تعویذ بنانا جائز ہے، ہندو ہو یا مسلمان، صحابہ کرامؓ نے ایک کافر بیمار پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔'' (فتاویٰ ثنائیہ، ج:۱،ص:۳۳۹)

اہلِ حدیث کے ایک مشہور عالم مولانا شرف الدین دہلویؒ اس کی تائید میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن العاصؓ صحابی ''أعوذ بكلمات الله .... الخ'' ساری دعا لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں لٹکایا کرتے تھے۔'' (ایضا)

غرض یہ کہ مذکورہ بالا دلائل وحوالہ جات سے یہ بات واضح اور عیاں ہوگئی کہ علاج بالقرآن کی ایک قسم تعویذ بھی ہے، اور اس کے روحانی اثرات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سے مریض تعویذوں میں لکھی گئی آیاتِ قرآنیہ اور کلماتِ دعائیہ کی برکت سے کئی لا علاج امراض سے بھی نجات پا گئے ہیں۔ ہاں! ان میں تاثیر ان کلمات کی ذات سے نہیں، بلکہ اللہ رب العزت کے حکم ہی سے آتی ہے۔

اگر ان تعویذات اور دموں میں کوئی روحانی تاثیر نہ ہوتی، اور اس کا باطنی فائدہ نہ ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے قرآن کی آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک نہ مارتے اور انھیں اپنے بدن پر نہ ملتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل تین مرتبہ فرماتے، حتیٰ کہ مرض الوفات میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کمزوری کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہی سورتوں کو پڑھا، اور آپ کے ہاتھوں پر پھونک لگائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو آپ کے بدن پر مل لیا۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دم کیا تھا۔ (رواہ مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سورتوں کو پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرنا اور پھر اپنے ہاتھوں سے پورے بدن کو ملنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ان آیات میں ضرور روحانی اثر ہے، اور یہ شیطانی اثرات سے بچانے کا ایک خاص عمل ہے، جو بظاہر نگاہوں سے مخفی ہوتا ہے، لیکن باطنی آنکھ والے ان کی تاثیرات کھلے طور پر دیکھتے ہیں، اور پڑھنے کے ساتھ ہاتھ پھیرنا یہ بھی ہرگز منع نہیں۔

یاد رہے کہ کہ دم اور تعویذ میں وہی فرق ہے جو کلام میں اور کتاب میں ہے، دونوں کا اپنا اپنا

مقام ہے اور دونوں کا اپنا اپنا احترام ہے۔ لیکن تعویذ کے سلسلہ میں بعض فحش غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، جس کی بیخ کنی نہایت اہم ہے اور اس سے قطعی پرہیز اور کنارہ کشی اختیار کرنا بہت ہی ضروری ہے:

❶ :۔ بعض جاہلوں نے لکھا ہے کہ: مسلمان کی خیرخواہی کے لیے بوقتِ ضرورت شرکیہ الفاظ سے دم کرنا جائز ہے، سو یہ بالکل غلط ہے اور اس کا شریعت میں بالکل ثبوت نہیں۔

❷ :۔ اکثر عوام عملیات (اور تعویذات وغیرہ) کو ایک ظاہری تدبیر سمجھ کر نہیں کرتے، بلکہ اس کو ساوی اور اور ملکوتی چیز سمجھ کر کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تعویذ گنڈوں کے متعلق عوام کے عقائد نہایت برے ہیں، حالانکہ عملیات، تعویذ اور گنڈے وغیرہ بھی طبی دواؤں کی طرح ایک ظاہری سبب اور تدبیر ہے، (کوئی آسمانی اور ملکوتی چیز نہیں) بس جس طرح دواء سے کبھی فائدہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں، اسی طرح تعویذ میں بھی کبھی فائدہ ہوتا اور کبھی نہیں، پھر بھی دونوں برابر نہیں، بلکہ دونوں میں یہ فرق ہے کہ عملیات میں فتنہ ہے اور دواء میں فتنہ نہیں، اور وہ فتنہ یہ ہے کہ کہ عامل کی طرف بزرگی کا خیال و اعتقاد پیدا ہوتا ہے، طبیب کی طرف بزرگی کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔

❸ :۔ ایک اور بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر تعویذ گنڈے وغیرہ سے کام نہ ہوا، تو پھر آیاتِ الٰہیہ سے بدعقیدگی اور بدگمانی پیدا جاتی ہے۔

❹ :۔ عملیات قریب قریب سب اجتہادی ہیں، روایات سے ثابت نہیں، جیسا کہ عوام کا خیال ہے کہ ان عملیات کو اوپر ہی سے اور حضور ﷺ سے ثابت سمجھتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ عاملین مضمون کی مناسبت سے ہر کام کے لیے مناسب آیات وغیرہ تجویز کرتے ہیں۔

❺ :۔ آج کل لوگ اپنے مقاصد میں اور امراض و مصائب کے دفعیہ میں تعویذ گنڈوں کی تو بڑی قدر کرتے ہیں، اس کے لیے کوششیں بھی کرتے ہیں، اور جو اصل تدبیر ہے یعنی اللہ سے دعا، تو اس میں غفلت برتتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی نقش و تعویذ دعا کے برابر مؤثر نہیں، بشرطیکہ تمام آداب و شرائط کی رعایت رکھی جائے۔

خلاصہ یہ کہ تعویذ بذاتہٖ جائز ہے، بشرطیکہ مذکورہ بالا شرائط کی رعایت رکھی جائے، اور درج بالا ناجائز اعتقادات سے خود کو پاک اور منزہ کیا جائے۔

نوٹ: اس مقالہ کا اکثر حصہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود کی کتاب ''آثار القرآن'' اور حضرت تھانویؒ کی ''اغلاط العوام'' سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار مستند کتابوں سے بھی اخذ کیا گیا ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....